ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

"خموش محاذ، تحقیق و تنقید"

"ALL QUIET ON THE WESTERN FRONT' RESEARCH AND CRITICAL SUTDY"

*ڈاکٹر زاہرہ نثار

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور

ABSTRACT:

"All Quiet on the western Front" is considered a masterpiece between the world war 1st's literature. Although the story of the novel belongs to German community but in its structure, subject, treatment and style it becomes universal thatswhy remark's novel gained international fame and translated in may languages. In Urdu literature it is translated under title "Khamoosh mahaaz" by lala-e-sehrai in 1943 but cann't publish in his life- It's Urdu translation will definately prove a trend setter in the area of Urdu fiction translation because translator has revive the first World War Era in such a unique patren that translation feels like creation (crative writing)- Thus Remark's remarkable novel turns into a remarkable Urdu translation.

Key Words:

First world war, Erich maria Remarque, A. W. Wheen, German army, bombarment, New York University , The Remarque Institute, Arnold Zweig, Social Realism, Symbolism, Exile, Bitter realism, Impact of war in human life, False Nationalism, Animalism, War terror, Irony, Caesura, Onomatopoeia, Alliteration Allussions, Authority, Translation, Anti war.

"خموش محاذ"، جرمن سے انگریزی ناول "*All Quiet on the Western Front*" کا اردو ترجمہ ہے۔ جرمنی میں یہ ناول "*Im Western Nichts Neues*" کے زیرِ عنوان ۱۹۲۸ء میں شائع ہوا۔ Arthur Wesley wheen نے اس ناول کا انگریزی ترجمہ کیا۔ اس ناول کا موضوع پہلی جنگِ عظیم ہے۔ اس جنگ مخالف ناول کے تسلسل میں مصنف ایرخ مریّہ ریمارک (Erich Maria Remarque) (پ:۱۸۹۸ء۔م:۱۹۷۰ء) نے ۱۹۳۰ء میں "*The Road Back*" شائع کیا۔ تاہم جرمن نازیوں نے ان ناولوں کی اشاعت پر پابندی لگا دی اور انھیں نذرِ آتش کر دیا۔ اس کے باوجود اپنی اشاعت کے ڈیڑھ سال کے اندر اندر یہ ناول بائیس زبانوں میں ترجمہ ہوا اور اس کی اڑھائی ملین کاپیاں فروخت ہو چکی تھیں۔ ۱۹۳۰ء ہی میں اس ناول پر اسی نام کی فلم بنی جس نے اکیڈمی ایوارڈ جیتا۔ ۱۹۷۹ء میں اسی ناول پر ٹیلی فلم بھی بنی۔

ایرخ مریّہ ریمارک کا مذکورہ ناول بین الاقوامی سطح پر بکنے والی بہترین کتب میں شامل رہا۔ اس جنگ مخالف ناول کی تحریر کا پس منظر مصنف کا فوج سے وابستہ ہونا اور پہلی جنگِ عظیم میں جرمن فوج کی جانب سے خدمات سر انجام دینا تھا۔ یہی سبب ہے کہ ناول کے واقعات چشم دید محسوس ہوتے ہیں۔ جنگِ عظیم اول کے دوران میں مصنف اٹھارہ سال کی عمر میں ۱۲ جون ۱۹۱۷ء کو امپیریل جرمن فوج میں بھرتی ہوا اور مغربی محاذ پر منتقل ہو گیا۔ ۱۹۱۷ء میں گولہ بارود سے شدید زخمی ہو کر جرمن اسپتال داخل رہا اور بالآخر فوجی خدمات سے آزاد کر دیا گیا۔ بعد ازاں اس نے پرائمری اسکول میں بہ حیثیت استاد خدمات انجام دینا شروع کیں۔ اس نے لائبریرین، کاروباری آدمی اور صحافی کے طور پر کئی اقسام کی ملازمتیں کیں۔

"خموش محاذ" کے علاوہ ایرخ مریّہ کے دیگر ناولوں میں "*The Dream Room*" (۱۹۲۰ء)، "*Station at the Horizon*" (۱۹۲۴ء)، "*Road Back*" (۱۹۳۰ء)، "*Three Comrades*" (۱۹۳۶ء)، "*Flotsam*" (۱۹۳۹ء)، "*Arch of Triumph*" (۱۹۴۵ء)، "*Sparks of*

Heaven has No ”،(۱۹۵۶ء)“ *The Black Obelisk*”،(۱۹۵۴ء) “*A time to love and a time to Die*”،(۱۹۵۲ء)“*Life Favorites*”(۱۹۶۰ء)،“ *The Night in Lisbon*”،(۱۹۶۲ء)،اور ” *The Promised Land*“ (۱۹۷۰ء)شامل ہیں۔ریمارک کی تمام تخلیقات ۱۹۸۵ءمیں پانچ جلدی مجموعے کی صورت میں”Leben und werke“کے زیرِ عنوان شائع ہوئیں۔

مذکورہ بالا ناولوں کے علاوہ ریمارک نے”*Full circle*“ (۱۹۵۶ء)نامی ڈراما،”*Der letzte Akt*“(۱۹۵۵ء)،”*Zeitzu Leben*“ (۱۹۵۶ء)، ”*Und Zeit zu Sterben*“(۱۹۵۷ء)نامی فلمی کہانیاں اور ”*Die letzte station*“نامی ریڈیائی ڈراما بھی تحریر کیا۔

ریمارک پر تحریر کردہ سوانح عمریوں میں دو کا ذکر ملتا ہے۔اولاً ””*Erich maria Remarque: A Critical Bio- Bibliography*“ ، از سی۔ آر۔ اوین، ۱۹۸۴ء، ثانیاً Quellen Marterialien:”*Erich Maria Remarque Bibliographie Dokumente*“ Tilman westphalen,ودیگر، دو جلدیں،۱۹۸۸ء.

ریمارک پر لکھی گئی اہم تنقیدی کتب میں ”E.M:*Critical studies Remarque*“ ،از فرانز بامر ، ۱۹۷۶ء؛ ”*Erich Maria Remarque*“ازکرسٹائن۔ آربیکرور یکس ولیم لاسٹ،۱۹۷۹ء، ”*Erich Maria Remarque* :Leben Und Werk“، از الفریڈ انٹکامیک، ۱۹۸۳ء؛ ، ”*Erich Maria Remarque*: *A literary and film Biography*“از ہارلے لو۔ ٹیلر، جرمنی ۱۹۸۹ء؛ ”*Understanding Erich Maria Remarque*“ازہنیز ویگنر، ۱۹۹۱ء؛ ”*All Quiet on the western Front: Literary Analysis and cultural context*“، از رچرڈ آرتھر فردا، ۱۹۹۴ء؛ ”*Opposite Attraction: lives of Erich maria Remarque and paulette Goddard*“، از جولی گلبرٹ، ۱۹۹۵ءشامل ہیں۔

وفاقی جمہوریہ جرمنی نے ریمارک کی مذکورہ بالا ادبی خدمات کے اعتراف میں اُسے ۱۹۶۷ءمیں Great order of Meritایوارڈ سے نوازا۔ وج ۱۹۶۸ءمیں جرمن اکیڈمی برائے زبان وادب کا اعزازی رکن بھی نامزد ہوا۔[۱]

ایرخ مریّہ اور اس کی شریکِ حیات کے ترکے میں چھوڑے گئے بیس ملین ڈالر اُس کی وصیت کے مطابق نیویارک یونیورسٹی کے لیے ” Institute of European Studies“کے لیے مختص تھے،اس انسٹیٹیوٹ کو”دی ریمارک انسٹیٹیوٹ“کے نام سے موسوم کیا گیا۔ جس کے پہلے پروفیسرTony Jodtتھے۔مزید بر آں اس نے نیویارک میں گرین وچ ویلیج کیمپس کے لیے بھی رقم عطیہ کی۔

ایرخ مریّہ ریمارک کی وجہِ شہرت مذکورہ ناول کی صورت میں پہلی جنگِ عظیم کی سفاک حقیقت نگاری کو افسانوی روپ میں پیش کرنے کی بہترین کاوش تھی۔ انسائیکلوپیڈیا برطانیکا کے مطابق جنگِ عظیم اول پر لکھا جانے والا پہلا ناول آرنلڈ Zweig کا”*The Case of sergeant Grischa*“(۱۹۲۷ء) ہے، بعدازاں ۱۹۲۹ءمیں ایرخ مریّہ ریمارک کا”*All Quiet on the Western Front*“منظرِ عام پر آتا ہے[۲] ۔جنگِ عظیم اول کے خاتمے کے بعد سماجی حقیقت پسندی کے تناظر میں مصنفین کے ہاں جو مقصدیت نگاری کی امید جاگی اس کے نتیجے میں یہ شاہ کار ناول عالمی ادبی منظر نامے پر وارد ہوا۔ جنگِ عظیم اوّل کی سفاک حقیقت نگاری کے سبب ۱۹۳۳ءمیں نہ صرف ناول پر پابندی لگائی گئی بلکہ اسے نذرِ آتش بھی کیا گیا اور مصنف کو جلاوطن کر دیا گیا۔ ریمارک نے ۱۹۳۲ءمیں سوئیٹزرلینڈ میں سکونت اختیار کی بعدازاں وہ ۱۹۳۹ءمیں امریکہ چلا گیا اور ۱۹۴۷ءتک وہ حقیقت نگاری سے فطرت نگاری کی جانب گام زن ہو چکا تھا۔ بعدازدوسری جنگِ عظیم وہ Porto Ronco، سوئیٹزرلینڈ چلا گیا اور تاوفات وہیں مقیم رہا۔[۳]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں مصنف کا پیش کردہ ناول کا مرکزی خیال درجِ ذیل الفاظ میں شامل کیا گیا ہے:

"This book is to be neither an accusation nor a confusion and least of all an adventure, for death is not an adventure to those who stand face to face with it--- 'All Quiet on the western Front' is one of the finest fictional recreations of world war 1 and continues to attract readers by the strong appeal of its realism, humor, pathos, humanity and a kind of bitter beauty'' (4)

Chuck Dellert اس ناول کی بنیادی کہانی کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"The author's main theme centres not only on the loss of innocence experienced by Paul and his comrades, but the loss of the entire generation to the war- Paul may be a German, but he may just as easily be French, English or American. The soldiers of all nations watched their comrades die, experienced hunger and even visited prostitutes. Paul is German but his story is universal. The story is as relevant today as it was when published--- it is the story of humanity" (5)

جیسا کہ ایرخ مریہ ریمارک نے بھی ناول کے دیباچے میں کہانی کی تخلیق کا مقصد اپنی نسل کے اُن نوجوانوں کا نوحہ قرار دیا ہے جن کی جوانیاں جنگِ عظیم میں لڑنے کے سبب تباہ و برباد ہو گئیں۔ وہ ایک فوجی ہونے کے ناتے جنگِ عظیم اوّل میں پیہم بم باری، زہریلی گیس اور ناقص طبی سہولیات کا عینی شاہد تھا۔ ان سب کے ساتھ ساتھ پس ماندگانِ جنگ میں عقائد و خیالات کا ٹکراؤ، اس نوجوان نسل کو مایوسی، ذلالت اور روحانی کرب کی جانب لے گیا۔ جنگ کی ہول ناکیوں نے اس نوجوان نسل کے خواب اور معصومیت چھین لی تھی جس نے اتھاہ مایوسی کو جنم دیا۔

ناول کی کہانی کے اہم واقعات میں پال کا فوج میں بھرتی ہونا، محاذ پر شدید زخمی ہو کر کراپ کا اذیت ناک موت مرنا، ہمل سٹاس کی فوجیوں کے ہاتھوں مرمت ہونا، مرغابیاں پکڑنے جانا، جوئیں اور چوہے مارنا، بار بار مشقِ قواعد کرنا، گیراڈڈووال کا قتل، ہسپتال میں گزارے ایام، کیٹ کی اچانک موت اور موقع بے موقع بم باری کے متعدد سانحات شامل ہیں۔ ان سب میں دل چسپ ریماک کا کہانی کہنے کا منفرد انداز ہے۔ وہ بالخصوص پال کے جذباتی انداز کے بیان کے لیے مختلف تکنیکیں استعمال کرتا ہے:

"Remarque uses fragmanted, dramatic moments in Paul's enlightenment and molds them into stark, impressionistic whole. The most theatrical of these moments are.

- Kemmerich's dying words
- the bombarment of the cemetery
- Paul's first furlough
- the pathos of hungry prisoners
- Gerard Duval's death
- Paul's attempt to save kat"(6)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

اس ناول کا مرکزی کردار پال بامر ہے۔ بیس سالہ یہ نوجوان بے حد حساس ہے جو ناول کا راوی بھی ہے۔ جنگ کی ہول ناکیوں نے اُس کی معصومیت چھین لی ہے اب وہ نوجوان نہیں ہے بلکہ اُس کے مشاہدات ایک خرد سالہ، کہنہ مشق، سن رسیدہ شخص کے محسوس ہوتے ہیں۔

ناول کے دیگر اہم کرداروں میں ٹیجڈن، مُلّر، کیٹ، البرٹ، لیر، کیمرچ، ہَے ویستھس، ڈیٹرنگ، کینٹورک، ہمل سٹاس، جوزف، سارجنٹ اولرچ، اور مٹیل سٹیڈٹ وغیرہ شامل ہیں۔ قبل از ذکر آٹھ کردار پال کے جگری دوست ہیں جو یکے بعد دیگرے محاذِ جنگ کی سختیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے اندوہ ناک موت کا شکار ہوتے ہیں اور سب سے آخر میں پال خود ایک اندھی گولی کا شکار ہو کر مسکراتے ہوئے موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔

"خموش محاذ" کا عالمی قبولِ عام اپنی جگہ مسلم ہے تاہم جرمن حکومت نے اس ناول کی سفاک حقیقت نگاری کے پیشِ نظر اس پر پابندی لگادی اور اس کی تمام کاپیاں نذرِ آتش کر دی گئیں۔ یہ ناول چوں کہ واشنگٹن اور برطانیہ دونوں ممالک سے شائع ہوا تھا۔ اس لیے جرمن حکومت کے پابندی لگاتے ہی امریکہ نے بھی اس ناول پر پابندی لگادی۔ امریکی ایڈیشن کاپی رائٹ ایکٹ کے سبب باترمیم شائع ہوا۔ جب کہ پیشِ نظر لٹل براؤن اینڈ کمپنی کے شائع شدہ برطانوی ایڈیشن میں ناول کا مکمل متن موجود ہے۔ درجِ ذیل اقتباس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس ناول پر امریکہ میں کب اور کیوں پابندی لگائی گئی تھی:

> "---On July 20, 1929. When Senator Bronson M. Cutting of New Mexico issued a press statement attacking not only the 'treason' amendment, but also the entire, sec.305 as irratinal, unsound and un-American'. He warned the 'danger and folly' of permitting customs officers' to dictate what the American people may or may not read'. To buttress his charges, cutting reported that the unexpurgated British edition of Erich maria Remarque's 'intensely moving and accurate' war novel, 'All Quiet on the western Front' had recently been banned by the United States Customs Bureau" (7)

انسائیکلوپیڈیا برطانیکا میں مذکورہ ناول کے مصنف کو جلاوطن کرنے کی بات درجِ ذیل اظہارِ خیال ملتا ہے:

> "When the true historical nightmare of the Nazi regime followed—predicted in a sence, by kafka and Mann—liberal German fiction was suppressed, and liberal German novelists like mann and Erich maria Remarque (1898-1970) author of 'All Quiet on the western Front' went into exile" (8)

"خموش محاذ" کے کلیدی موضوعات میں جنگی بربریت، انسانی زندگی پر جنگ کے اثرات، جارحانہ قوم پرستی، حیوانیت، احترامِ آدمیت، فقدانِ روابط یا عدم روابط، جنگی خرافات، نفسیاتی عوارض اور فقدانِ معصومیت شامل ہیں۔ ان سب موضوعات میں جنگی بربریت سرِ فہرست ہے جو دیگر موضوعات پر حاوی بھی ہے اور اُن کی نمود کی وجہ بھی۔ اس جنگی بربریت نے کم سن فوجیوں کی زندگی سے معصومیت کو یک سر ختم کرتے ہوئے انھیں حیوانیت کی حدود میں لا کھڑا کیا ہے۔ وہ جنگ کے خوف ناک مناظر کے مشاہدے و تجربے کے بعد طرح طرح کے نفسیاتی عوارض میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں۔ پال بامر جو ناول کا بنیادی کردار اور راوی ہے، دراصل مصنف کا ہم زاد کردار معلوم ہوتا ہے۔ مصنف کا اصل نام ایرخ پال ریمارک تھا۔ جسے اس نے ۱۹۲۳ء میں ایرخ مریّہ ریمارک سے تبدیل کر لیا۔ پال کے کردار کے توسط سے اس نے اپنی ذات کے آئینے سے دنیا کو دیکھا اور اوروں کو دکھایا ہے اور اس کے لیے نام بھی اپنا ہی استعمال کیا ہے۔ (۹) وہ پہلی جنگِ عظیم میں جرمن فوج کی جانب سے مغربی محاذ پر لڑ رہا ہے۔ وہ اور اس کے دوست مرنے تک بھوک، بم باری، اندھی گولیوں کی بوچھاڑوں اور قاتل گیس جیسی ان گنت سختیوں کا سامنا کرتے ہیں۔ اس سارے عمل میں احترامِ آدمیت کا سوال بار بار اٹھتا ہے۔ جنگ ایک

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

جارحانہ قوم پرستی کی جانب دھکیلتی ہے جب کہ یہ جرمن فوجی احترامِ آدمیت کا درس دیتا ہے۔ ناول کے نویں باب میں محاذ پر قیصر کی آمد کے موقع پر فوجیوں کی آپس کی گفت گو کے دوران میں درجِ ذیل بحث سامنے آتی ہے:

''۔۔۔عجب منطق ہے کیا جرمنی کا کوئی پہاڑ، فرانس کے کسی پہاڑ پر حملہ آور ہو سکتا ہے؟ یا کوئی دریا یا کوئی جنگل، یا کوئی کھیت — ؛

۔۔۔کراپ غریا— بھئی میرا مطلب تو یہ تھا کہ ایک ملک کا انسان دوسرے ملک کے انسان پر حملہ کرتا ہے،

'ہوں — تب میرا یہاں رہنا بے مطلب ہے کیوں کہ میں کسی انسان پر حملہ نہیں کرنا چاہتا۔۔۔'

ٹلر چلایا: 'دیکھو بھئی! ملک سے کراپ کا مطلب ذرا وسیع ہے یعنی ایک ملک کی حکومت'۔

'حکومت؟ حکومت کیا'؟ ٹیجڈن حقارت سے بولا: 'فرانسیسی فوجی پولیس کے دستے! یہ ہے تمہاری حکومت —بس بھئی معاف کرو!'

'خیر، یہ تو ٹھیک ہے'۔ کیٹ کہنے لگا: 'تم نے اب تک یہی ایک عقل کی کہی، 'حکومت، وطن میں اصطلاحاً بڑا فرق ہے'۔

''۔۔۔اب خیال کرو کہ فرانس کا کوئی معمار یا لوہار ہم پر کیوں حملہ کرنے لگا۔ بھائی میرے جنگ کو تحریک دینے والے ہم نہیں بلکہ ہمارے حکم ران ہیں۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے کسی فرانسیسی کو دیکھا تک نہیں تھا۔۔۔'' (۱۰)

بیانیہ انداز میں لکھا گیا یہ ناول عالمی ادب میں اس قدر تہلکہ خیز ثابت ہوا کہ دنیا کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ ناول کا آغاز پال بامر کی فوج میں بھرتی سے ہوتا ہے۔ عمل کا آغاز بم باری اور اختتام پال کی موت پر ہوتا ہے۔ ناول کے تمام تر کردار جنگ مخالف بیانیے کے آئینہ دار ہیں لیکن حالات کی ستم ظریفی انھیں جنگ کی سختیوں میں جکڑ دیتی ہے۔ نتیجتاً جان بچانے کی تگ و دو میں بہترین کے احیاء کی جنگ جاری رہتی ہے۔

ہمل سٹاس ناول میں حریف کے طور پر اُبھرتا ہے۔ نہ صرف پال بلکہ اُس کے دیگر ساتھی سبھی اُس سے معاندت رکھتے ہیں۔ کرداروں کے باہمی مباحث کے مابین شوپنہار، گوئٹے اور ارسطو جیسے فلسفیوں پر سرسری اشارات بھی ملتے ہیں۔ خود کلامی کا انداز جابجا دکھائی دیتا ہے۔ ایک جگہ پال خود کلامی کے انداز میں کہتا ہے:

''میں نوجوان ہوں، اکیس سال میری عمر ہے لیکن میں نے ابھی تک زندگی میں سوائے یاس، موت اور ہول کے سوا اور کچھ نہیں پایا۔ غم کے عمیق اور خوف ناک کھڈے میرے سامنے پھیلے ہوئے ہیں لیکن میں ان پر سطحی اور ناتواں نگاہیں ہی ڈال سکتا ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ کیسے لوگ ایک دوسرے کے بالمقابل راستہ روکے ہوئے ہیں اور خموشی سے، بے جانے بوجھے، انتہائی بے وقوفی کے ساتھ ایک دوسرے کو قتل کر دیتے ہیں دیکھتا ہوں کہ کیسے دنیا کے دقیق ترین دماغ رات دن اس فکر میں سرگرداں ہیں کہ قتل و خون کے اس ہنگامے کو مصفّٰی تر اور پائے دار تر بنانے کے لیے کون کون سے آلات اور الفاظ ایجاد کیے جائیں اور صرف میں ہی نہیں، بلکہ دنیا بھر کی ساری نوجوان نژاد کے افراد یہ منظر دیکھتے ہیں، ساری نوجوان نژاد ان تجربات سے دوچار ہے۔ حیران ہوں کہ اگر ہم یکایک اٹھ کھڑے ہوں اور جا کر اپنے محترم والدین کے سامنے اپنی سرگزشت کی یادداشتیں پیش کر دیں تو کیا کریں گے وہ؟ اگر آج جنگ ختم ہو جائے تو وہ کیا امید رکھ سکتے ہیں ہم سے؟ — ان گزرے سالوں میں ہمارا واحد کام صرف قتل و غارت رہا ہے اور یہ ہماری زندگی کا اوّلین مشغلہ ہے، زندگی سے متعلق ہمارا علم صرف موت کی ہول ناک پہنائیوں میں محدود ہے، کیا ہو گا اس کے بعد؟ کیا بنے گا ہمارا؟—'' (۱۱)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

ناول کے کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں خود کلامی کا یہ انداز خوف ناک جنگی منظر نامے کی معیت میں شدید نفسیاتی دھچکوں کے ساتھ قاری کے سامنے مجسم ہو جاتا ہے:

"اے زمین! اے زمین! اے پر اسرار تہوں، کھڈوں اور خندقوں والی زمین! جس کی زندہ قبروں میں ہم خوف زدہ انسان چند منٹوں کی پناہ کے لیے اپنے آپ کو دفن کر دیتے ہیں اور جب ہمارے اعضاء بے پناہ خوف کے تشنج سے اکڑ جاتے ہیں جب فنا کا خوں خوار دیو گرج گرج کر ہل من مزید کے نعرے لگاتا ہے، جب بارود کے ہول ناک دھماکوں کی گونج میں موت کی اندھی ڈائن ڈکراتی ہے تو اے زمین! تو ہمیں ان آفات کے مقابلے کے لیے نئی زندگیاں اور نئی روحیں بخشتی ہے۔۔۔"(۱۲)

جنگ کے مہیب بیانیے کے ساتھ ساتھ ناول نگار کی جمالیاتی حس بھی موقعہ بے موقعہ جاگتی رہتی ہے۔ جہاں ہمیں جگہ جگہ بم باری، بارود کی بو، دھواں اڑاتے بم، روشنی کے پھٹتے غبارے، زیریلی گیس اور اَن گنت جان لیوا جان دار بیانیوں کا جال دکھائی دیتا ہے۔ اسی کے پے بہ پے اس جنگی ماحول کی لطیف و جان دار منظر نگاری نے اس جنگی منظر نامے کی حدت کو معتدل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ بصری مناظر ایک حسنِ لطیف رکھنے والے فرد کے دل کا عکس ہیں جس نے شدید تناؤ کے ماحول کو معتدل رکھنے کی کاوش کی ہے:

"دھند کی دبیز تہیں توپوں کے دھوؤں سے مل کر کھیتوں پر کمر کمر چڑھ آئیں تھیں، چاند چمک رہا تھا، سڑک کے ساتھ ساتھ سپاہیوں کے دستے رواں تھے۔ ان کے سفید فولادی خود ٹھنڈی سیمیں چاندی میں یوں چمک رہے تھے گویا انھوں نے کنول کے پھولوں کے بڑے بڑے تاج پہن رکھے ہوں۔ سپاہیوں کے ہلتے ہوئے سر اور رائفلوں کی جھومتی ہوئی نالیاں کہرے کی سپید تہوں سے سر تانے لہرا رہی تھیں۔

دھند کے اس پار یہ سر، انسانی پیکروں سے پائجاموں اور کوٹوں میں متشکل ہو ہو کر دھند لکوں سے یوں باہر نکل رہے تھے، گویا دودھ کے تالاب سے نہا کر آرہے ہیں۔" (۱۳)

جنگی بربریت کے ضمن میں ناول میں جابجا امثلاً دکھائی دیتی ہیں لیکن باب چہارم میں ایک مقام پر ایک شدید زخمی رنگروٹ کو جاں گسل زخموں کی اذیت سے بچانے کے لیے اس کی بقیہ دوروزہ زندگی کے بدلے جب کیٹ پستول نکال کر اسے سپردِ اجل کرنے سے قبل کہتا ہے:

"۔۔۔ یہ بے جان سا چھوکرا بے پناہ درد و کرب کے باعث ناقابلِ برداشت چیخ چنگھاڑے کا ایک پلندہ بن کر رہ جائے گا۔ آنے والی دوروزہ زندگی کا ہر لمحہ اس کے لیے عالمِ نزع کی تمام خوف ناک اذیتوں کا حامل ہو گا اور اپنی باقی ماندہ زندگی۔۔۔ اسے کسی زخمی کتے کی طرح بھونک بھونک کر ختم کرنا ہو گی۔۔۔ بدنصیب رنگروٹ کی آئندہ زندگی کے اس مہیب تصور سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے دھیمے سے کیٹ کی تجویز پر صاد کر دیا۔۔۔" (۱۴)

اس ناول کا تانا بانا ایک فوجی کی زبانی بیانیہ تکنیک پر بنا گیا ہے تاہم مرکزی کردار کی بیانیہ تکنیک جگہ جگہ جنگی ماحول کو یادوں کا پُر فتن جنگل بنا دیتی ہے۔ پال جہاں محاذ پر ٹھہرتا ہے اس کی یادوں کے توسط سے ناول کے پس منظر اور پیش منظر کا ادراک ہوتا ہے۔ امثلا درجِ ذیل ہیں:

"میرے لیے اپنے خیالات کی رفاقت میں تنہائی بسر کرنا بے حد شاق ہو جاتا اور میرا خیال کیا تھا؟— چند پُر فتن یادیں جو تنہائی کا موقعہ پاتے ہی میرے ذہن سے ابھرتیں اور دل و دماغ میں بے شمار قیامتیں بپا کر دیتیں۔"(۱۵)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

"عجیب بات تھی کہ ہر ایک آنے والی یاد ان دو خصوصیتوں کی حامل ضروری ہوتی، ایک تو یہ بالکل پر سکون ہوتی۔ یا ان کے اجزاء میں سکون کا حصہ غالب ہوتا اور یوں یہ پر سکون نہ بھی ہوتیں تو بن جاتیں، یادوں کے بے آواز سائے ہم سے بالکل نہ بولتے لیکن اداؤں اور نظروں سے باتوں کا ایک طوفان بکھیرتے جاتے [اور شاید ان یادوں کی تکلم ریز خاموشی کا ناقوس ہی تھا جو مجھے اپنی رائفل چھوڑ دینے پر مجبور کر دیتا، مبادا میرا جسم یادوں کے شر سے مخلصی پا کر ان سنگین قوتوں کے چنگل میں نہ جا پڑے جو ان سایوں کے پیچھے کار فرما ہیں] اور یہ یادیں یوں بھی سکون پرور معلوم ہوتی تھیں کہ وہاں ہمیں سکون حاصل نہیں تھا۔۔۔" (۱۶)

محاذِ جنگ پر انیس بیس سالہ نوجوانوں کی زندگی سے جوانی کی امنگ کا مٹ جانا اور زندگی کے مکروہ چہرے کو مسلسل تکتے رہنے کا اَن مٹ نقش طاری رہنے کے سبب یہ نوجوان نسل دیگر دنیا کے نوجوانوں سے بالکل کٹ کر رہ گئی تھی۔ ان کے جذبات و احساسات مر چکے ہیں، اُن کے جینے کی امنگ کب کی لٹ چکی ہے اور اُن کی پاگل جوانی ماتم کناں ہے:

"یہاں مورچوں میں پہنچ کر یہ آرزوئیں اپنے پر جھاڑ کر ہمارے سینے سے قفس سے دور آگئی تھیں۔ ہم کالعدم ہو چکے تھے لیکن ان کے سنہرے پنچھی دور افق کے کناروں پر پرفشاں تھے۔۔۔ اگر ہماری جوانی کے یہ سپنے ہمیں واپس بھی مل جاتے تو ہم کیا کرتے؟—ہماری روحوں کی وہ پہلی سی اثر پذیری ہی نہیں رہی تھی کہ وہ ان سپنوں کا پر اسرار اور لطیف تاثر قبول کر لیتیں۔" (۱۷)

بالآخر معصومیت کے چھن جانے اور تلخ حقائق کی چکی میں پسنے کے عادی ہونے کی انتہاء دیکھیے:

"۔۔۔ ہم بچوں کی طرح بے کس و لاچار لیکن بوڑھوں کی طرح آزمودہ کار ہیں، ہمارے وجود بوڑھے، غم زدہ، ملول اور معمولی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم مٹ چکے ہیں! بالکل کالعدم ہو چکے ہیں۔" (۱۸)

بیس سالہ نوجوان میں مٹ جانے اور کالعدم ہو جانے کے احساس کی بیداری پہلی جنگِ عظیم کی سفاک ترین حقیقت نگاری ہے۔ یہ نوجوان اپنی نسل کا نمائندہ ہے۔ چوں کہ ناول نگار ان واقعات کا عینی شاہد ہے اور بہترین فن کارانہ چابک دستی کے سبب ناول کے پورے بیانیے پر اصل کا گمان گزرتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ پورے ناول میں وحدتِ تاثر کا عنصر بدستور کار فرما دکھائی دیتا ہے۔ زمانی اعتبار سے یہ ناول بیسویں صدی عیسوی کی پہلی دہائی (جو جنگِ عظیم اول سے مخصوص ہے) پر محیط ہے۔ مکانی لحاظ سے اس ناول میں جرمنی کے ان شہری اور مضافاتی علاقوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے جہاں جنگ جاری رہی۔ ناول کے بیش تر کردار سفاک حقیقت نگاری کے باوجود جہاں کہیں موقع ملتا ہے طنز و مزاح کے حربوں سے ماحول کو معتدل کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جزئیات نگاری و منظر نگاری جابجا دکھائی دیتی ہے۔ یہاں سب سے اہم بات یہ بھی ہے کہ لالہ صحرائی نے اس منظر نگاری کو نہایت عمدگی سے انگریزی سے اردو لباس میں پیش کیا ہے۔ ہر دو امثلاء درجِ ذیل ہیں:

" But now the sun streams through the world dissolving in its golden —red light, the train swings round one curve and then another;— — faraway in a long line one behind the other stand the poplars, unsubstantial, swaying and dark, fashioned out of shadow, light, and desire (19)

"شفق کے رنگین اندھیرے سے سورج مغربی افق کی طرف ڈھلکا اور ساری کائنات سنہرے سپنوں میں تحلیل ہو گئی،—لائن کا ایک خم آیا اور ہماری ساری گاڑی لہرا گئی— دور لہراتے ہوئے درختوں کی قطاروں میں روشنی اور سائے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے (۲۰)۔"

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

باکمال منظر نگاری کے ساتھ ساتھ ناول کے بیش تر مقامات ایسے ہیں جہاں مترجم کی فنی گرفت بے مثال ہے۔ ناول کے آغاز میں ہی ہمل سٹاس کے متعلق ایک بیان آتا ہے جہاں اردو ترجمہ انگریزی ترجمے سے بڑھ کر اثر انگیز ہو جاتا ہے:

"--- but that was the end of his authourity. He tried it on once more in the ploughed field with his' prepare to advance, advance' and 'Lie down'. We obeyed each order, since an order's an order and has to be obliged. But we did it" (21)

"اس کے طنبورۂ حکومت کی تان ٹوٹ چکی تھی۔ اس نے ایک ہل جُتے ہوئے کھیت میں اور 'ہشیار — آگے بڑھو'—'لیٹ جاؤ' کے تابڑ توڑ حکموں سے اس حکومت کے عود کی کوشش کی۔ ہم نے اس کے احکام کی تعمیل اس قدر آہستگی سے کی آخر کار بے چارا مایوس ہو گیا۔" (۲۲)

اردو ترجمے کے خصائص پر نظر دوڑائیں تو غروبِ آفتاب کے منظر میں "شفق کی رنگینی" کے ساتھ ساتھ "کائنات کے سنہرے سپنوں میں تحلیل ہونے" کی شمولیت نے اس منظر کا حسن دوچند کر دیا ہے۔ اسی طرح "روشنی اور سائے کی آنکھ مچولی" انتہا درجے کی رومانیت کے حامل ہیں۔ دوسرے پیرے میں authority کے لیے " طنبورۂ حکومت" اور پھر اسی کی رعایت سے "تان کا ٹوٹنا" اور "حکومت کے عود کی کوشش" یہ ایسے الفاظ ہیں جنھوں نے انگریزی کے برعکس اردو ترجمے کو زیادہ جان دار بنایا ہے اور ترجمے کے برعکس طبع زاد کا درجہ عطا کیا ہے۔ یہی حال ناول کے دیگر مقامات کا ہے۔

جیسے حالات و واقعات پیش آتے ہیں جنگ کی ہول ناکیاں وغیرہ مترجم نے ویسے ویسے موقع و محل اور اشخاص و مقامات کے لحاظ سے دورانِ ترجمہ الفاظ کا چناؤ اسی تناظر سے کیا ہے۔ مثلاً جب گولہ باری سے ذرا فراغت ہوتی ہے تو یہی فوجی خطوط پڑھتے، ہنسی مذاق کرتے، سگریٹ پیتے، کارڈ کھیلتے، سیر و تفریح کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح دورانِ جنگ کائی اور کیچڑ میں لت پت، چوہے مارتے، جوؤں سے پریشان، اسپتال میں غیر معیاری علاج کی سہولیات سے عاجز یہ ناتواں فوجی جوان ہمیشہ ان جانے خوف کا شکار رہتے ہیں جس کا سبب وہ پرخچے اڑی لاشیں تھیں جو جابجا بکھری نظر آتی تھیں۔ پھر ان کا سب سے بڑا مسئلہ بھوک کا تھا۔ محاذ ہو یا لمحاتِ فراغت وہ ہمیشہ اَن مٹ بھوک کا شکار رہتے تھے۔ دورانِ جنگ تو انھیں جگہ جگہ بھوک کے ازالے کے لیے طرح طرح کے حربے اختیار کرنا پڑتے تھے جس میں سرِفہرست بطخوں کے شکار کا واقعہ ہے۔ دوسرا اہم واقعہ ایک مقام پر آغازِ بم باری سے قبل ایک گھر میں شان دار ضیافت کی تیاری ہے جہاں مترجم کا Pig کا ترجمہ بجائے سؤر کے "بکرے" کرنا، ناول میں مقامیت کا رنگ شامل کرنے کی نہایت عمدہ کاوش ہے۔

جب پال اپنی ماں کی علالت کا سامنا کرتا ہے اس موقع پر جرمنی کا ہارنا اس کی ماں کی علالت کی علامت جب کہ دیگر دنیا کی جیت جرمن کی ہار کے ادراک کی علامت بن جاتی ہے:

"--- Germany is not only losing the war, but (even though Paul and his cohort may still be alive) they too are lost. Remarque alludes to this by showing us Paul's mother. The women is dying (as Germany), but she puts up a gallant (even if false) front. She like Germany, refuses to publicity acknowledge the fact. The entire family (wolrd) knows that she (Germany)is dying, but no one will admit it. Paul with the wisdom of his premature old age, questions this deception (why do we continue to fight. When the cause is lost? Is this silly pride worth the cost?)… He has lost his youth, his innocence and his dreams, Paul is now an old man" (23)

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ ناول نگار نے جس طبقے کو پیش کیا ہے وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ نہیں ہے بلکہ وہ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے مختلف علاقوں کے نوجوان یا ادھیڑ عمر فوجی ہیں جن کی قابلیت سطحی ہے، وہ اعلیٰ ڈگریوں کے حامل نہیں ہیں۔ اس لیے ناول میں مِلا جُلا ذخیرۂ الفاظ دکھائی دیتا ہے۔ اردو ترجمے میں بھی یہی صورت ملتی ہے:

> "--- Remarque's main device is to evoke retioence through the indifferent slang of simple soldiers. Paul's conversation with the others is a bit rough or obscence (although this jargon is chiefly presented as spoken to him, not by him). The comrades who survive the slaughter of his schoolmates are semi-illiterate. High literacy, literary quality is reserved for Paul Baumer's moments of memory or reflection that float, detached, from the life he actually lives, which consists chiefly of the brute horrors of trench warfare and a struggle, occasionally picaresque to satisfy drives of hunger, sex and survival"(24)

جرمن سے انگریزی ترجمے میں اسلوبِ بیاں کے دیگر خصائص میں مزاح نگاری، تجسیم نگاری، تمثال کاری، تکرارِ لفظی، تخالف، تشبیہ، رمز و کنایے، علامت حذف، مبالغے، ضرب الامثال، علامت نگاری، حلیہ نگاری، مختصر جملوں، صنعت علت و معلوم، سنسنی، تقابل و تضاد، وقفہ، اسمائے صوت، ہم قافیہ الفاظ، اور بھاری بھر کم الفاظ کا استعمال وغیرہ شامل ہے۔ اردو مترجم نے بعینہٖ انھیں اسلوبیاتی وسائل کو زیادہ بہتر انداز میں اردو کے قالب میں پیش کیا ہے۔ چند امثلاً درجِ ذیل ہیں:

حلیہ نگاری:

"کینٹورک ہمارا اسکول ماسٹر تھا۔ بڑا درشت اور بے رحم، قد تو بالشت بھر تھا لیکن کوٹ بہت لمبا پہنتا تھا۔ حضرت کا چہرہ ایسا تھا، جیسے نیولا—جب کینٹورک کی چھوٹے چھوٹے باداموں جتنی آنکھیں غلیظ چشمے کے اس پار سے ہمارے چہروں کو گھورتیں اور پھر اس کی دردناک پکار: 'عزیزو! کیا تمھیں اپنے مقدس قومی فرض کا احساس ہے'؟" (۲۵)

تجسیم نگاری:

"ہوا ہمارے بالوں سے اٹکھیلیاں کرتی، یہ ہمارے لفظوں اور خیالات کو چھو جاتی" (۲۶)

"گزرا ہوا کل دھواں بن کر تھر تھرا رہا تھا، جس کی گراں بار تہوں سے نکلنا بے حد مشکل تھا۔ (۲۷)

استعمالِ وقفہ:

"چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارے استاد—ہمیں ایک پُر ایمان مستقبل بخشتے—جب ہم اس عمل، فرائض، تہذیب اور ترقی کی دنیا میں داخل ہوتے تو اس کے مستقبل کی عنان ہمارے ہاتھوں میں منتقل ہو جاتی؛—لیکن اب — — — اب— —
—اب —— ! (۲۸)

اسمائے صوت و تکرارِ لفظی:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

"ایک لمحے کے لیے خاموشی چھاگئی اور پھر اس کی آواز گرم سیسے کی طرح میرے کانوں میں پگھل آئی— "گیس —گے ے ے ے س—گے ے ے ے س—آگے چلو آگے چلو۔" (۲۹)

مزاح نگاری:

"میں یہ چھلے اپنی دل پسند لڑکی کو دوں گا تاکہ وہ انھیں اپنے موزہ بندوں میں ایزاد کر دے، یہ سن کر پُرنشاط قہقہے پھوٹ بہے۔ اُواللہ قسم، بڑا ستم ظریف دماغ ہے تمھارا، جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی! ٹیجڈن نے ایک چھلے میں سے اپنی ٹانگ گزار دی یہ دکھانے کے لیے کہ چھلے کا محیط ٹانگ کی گولائی سے بہت زیادہ ہے، بولا: کیوں بھئی تمھاری چھوکری کی ٹانگیں عام انسانی ٹانگوں کی مانند ہیں یا'— اور اس کا تصور پھڑ پھڑانے لگا— "—یا ہاتھی کی مانند' (۳۰)

مذکورہ ناول کے انگریزی ترجمے میں ابواب کی عنوان بندی کلیتاً مفقود ہے۔ لالہ صحرائی نے دورانِ ترجمہ ابواب وار ترجمہ کرتے ہوئے ہر باب کو عنوان نہیں دیا، البتہ باب چہارم باعنوان آیا ہے۔ "محاذ پر ایک رات" اور تہذیب کی خودکشی" دو عنوانات اس باب کے آغاز پر درج ہیں۔ ناول کا تمام تر مسودہ قطع و برید و نظر ثانی شدہ ہے۔ اس عمل کے لیے سرخ، سیاہ و نیلی روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ بالعموم تحریر کے لیے سکے کی پنسل استعمال کی گئی ہے۔ یہ مسودہ جون ۱۹۴۳ء کا مرقومہ ہے۔ اس لیے مرورِ ایام کے سبب سکے کی پنسل انتہائی مدہم ہو چکی ہے۔ بعض مقامات پر قرأت بے حد دشوار بلکہ بامکمن تھی ایسے مقامات کی قرأت انگریزی متن کی تطبیق سے ممکن ہو سکی۔ البتہ جہاں کہیں سکے کی پنسل استعمال نہیں ہوئی وہاں نیلی یا سیاہ روشنائی کا استعمال ملتا ہے لیکن وہاں بھی دو طرفہ اصلاح ملتی ہے۔ کہیں سیاہ، سرخ، نیلی روشنائی یا سکے کی پنسل سے نظر ثانی کی گئی ہے۔ دورانِ نظر ثانی الفاظ و جملوں کی تصحیح و درستی اور تاثیرِ الفاظ کے لیے ترمیم و تبدیلی یا اضافے کے لیے قلابین کے استعمال جیسے حربے بھی اختیار کیے گئے ہیں۔ مزید یہ کہ جملوں میں الفاظ کی تقدم و تاخیر کے لیے الفاظ یا جملوں کو قلم زد کر کے زیادہ بہتر ترجمہ پیش کرنے کی کاوش ملتی ہے۔ مسودے کے چند مقامات پر ناگزیر طور پر انگریزی متن بعینہ نقل ہے تاکہ قاری زبانِ غیر کی اثر انگیزی کا دیسی زبان کے جامے کے بغیر بھی مشاہدہ کر سکے۔

بلاشبہ ایرخ مریّہ ریمارک کا "*All Quiet on the western Front*" یعنی "خموش محاذ" عالمی ادب میں ایک شاہ کار ناول ہے اور ناقدینِ فن نے اسے کھل کر پذیرائی عطا کی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برطانیکا میں جہاں مصنف و ناول کے حوالے سے سیر حاصل معلومات ملتی ہیں وہیں اس ناول کے فن کو بھی موضوع بنایا گیا ہے:

"--- The best known and most representative novel dealing with world War I--- its title, the language of routine commniques, is typical of its cool, terse style, which records the daily horror of the war in laconic understatement Its casual amorality was in shocking cantrast to patriotic rhetoric. This book was and immediate and international success--- He wrote several other novels--- but none achieved the critical prestige of his first book" (31)

اسی طرح انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں اس ناول کو دل کھول کر داد دی گئی ہے اور اسے جنگِ عظیم اوّل کا بہترین ناول قرار دیا گیا ہے:

"Far more conventional in style and subject are the works of Erich Maria Remarque, whose "*All Quiet on the western Front*" (1929) remains the best novel about world War 1." (32)

جنگِ عظیم اول کے بعد دنیا نے جن عظیم سانحات کو بھگتا اُن میں غربت، افلاس، قحط، اَن گنت بیماریاں اور بدترین معاشی حالات سرِ فہرست تھے۔ ایسے میں اہلِ نظر کا قومی سوشلزم کی بڑھتی ہوئی طاقت پر غور و خوض اور ایک نسل کی تباہی کے نوحے کا راگ الاپنا بجا تھا۔ ایسے موقعہ پر "خموش محاذ" جیسے ناول کی عالمی منظر نامے پر نمود خس و

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

خاشاک کو چنگاری دکھانے کے مترادف تھی۔ یہی وجہ ہے یہ ناول چھپتے ہی اپنے بے باک موضوع اور تلخ حقیقت نگاری کے سبب عالمی قبولِ عام کے درجے کو جا پہنچا۔ Rex Lastنے بجا لکھا ہے:

> "In the late 1920s the battle line were clearly being drawn between those who regarded Wolrd war I as a disaster which destroyed a whole generation and the growing forces of National Socialism, which perceived that conflict as a kind of platonic 'foundation myth' for the coming of a new Reich, in which the spirit of front line fiting forces with their blood and iron laid the foundations for the darwinian struggle of the German nation to rise up again and be a power to be reckoned with.
>
> 'All Quiet an the western fronts' was published at the hight of this debate and was an instant international best seller-Written in autobiographical mode in the present tense, it depicts the lives and deaths of eight front line soldiers in the trenches of World War1."(33)

اس ناول میں جنگِ عظیم اوّل کے تمام تر جنگی حربوں اور مستعمل آلات و ہتھیاروں کا ذکر ملتا ہے۔ تیز روشعلے، کلورین گیس، مشین گنیں، ٹینک اور دھڑا دھڑ گرتے بم جو جا بجا تباہی پھیلاتے دکھائی دیتے ہیں۔ مزید بر آں دھواں اگلتی توپیں اور اُن کے گولے یہ ایسے ہتھیار ہیں جنھیں مترجم نے انتہائی چابک دستی سے اردو لباس میں پیش کیا ہے۔

مجموعی طور پر "خموش محاذ" ایک بہترین ترجمہ شدہ ناول ہے اور اس ترجمے کے بیش تر مقامات پر طبع زاد کا گمان گزرتا ہے۔ لالہ صحرائی کی یہ کاوش لائق تحسین و قابلِ تقلید ہے اور مترجم نے فن ترجمہ نگاری سے بھرپور انصاف کیا ہے۔

حوالے

1- Sarah and Tom Pendergast: *World Literature*, (vol 1), St. James press, U.S.A 2003, p.841.842.

ایرخ مریہ ریمارک کے تمام ناولوں کے انگریزی تراجم کے سنین دینے کے برعکس پہلی جرمن اشاعت کا سنہ لکھا گیا ہے۔(مرتب)

2- *The New Encyclopaedia Britannica*, Vol 20, U.S.A 2005, P. 36: 2b

3-IBID, Vol.9 , P. 1017: 3a

4- *The Encyclopaedia Americana*, Vol 1, U.S.A 1992. P 585.

5-Dellert, Chuck, *All Quiet on the Western Front*, included in Dellert. Pdf, p.1

6- *Cliffs Notes, Remarque's All Quiet on the Western Front*, pdf, p.78

7- Boyer,paul S, *Purity in print*, The University of Wisconsin press, 2nd ed, U.S.A 1930, p.212

8- *The New Encyclopaedia Britannica*, Vol. 23, p.133: 1b

9- Sarah and Tom pendergast: *World Literature*, (vol.1), p. 841

۱۰۔ لالہ صحرائی، خموش محاذ، زاہرہ نثار، ڈاکٹر (مرتب)، دارالنوادر، لاہور ۲۰۲۳، ص ۲۳۷، ۲۳۸

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۹۴، ۲۹۵

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۰۵، ۱۰۶

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۰۷

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۶۴

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۶۵

۱۷۔ ایضًا، ص ۱۶۶

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۶۷

19- Wheen, A.W (tr fom Grman), *All Quiet on the Western Front*, Little Brown and company , England 1929, p. 41

۲۰۔ لالہ صحرائی، خموش محاذ ، ص ۱۹۴

21- wheen, A. W, *All Quiet on the Western Front*, p.8

۲۲۔ لالہ صحرائی، خموش محاذ ، ص ۷۶

23- Dellert. Pdf, p.3

24- Sherry , Vincent (ed), *The Cambridge Companion to the Literature of the First World War*, Cambridge University press, Uk 2005, p.211

۲۵۔ لالہ صحرائی خموش محاذ، ص ۶۰، ۶۱

۲۶۔ ایضاً، ص ۲۵۹، ۲۶۰

۲۷۔ ایضاً، ص ۲۶۰

۲۸۔ ایضاً، ص ۶۲، ۶۳

۲۹۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۳۰۔ ایضاً، ص ۱۷۰، ۱۷۱

31- T*he New Encyclopaedia Britannica*, vol 9, p. 1017: 3a

32- *The Encyclopaedia Americana*, vol. 20, p. 510c

33- Sarah and Tom pendergast: *World Literature*, (vol 1), p. 842